128423 ـ يوم عاشوراء كے ساتھ گيارہ تاريخ كا بھی روزہ ركھنا فقہاء كيوں مستحب قرار ديتے ہيں ؟

سوال

يوم عاشوراء كے متعلق ميں نے سارى احاديث كا مطالعہ كيا ہے ليكن كسى ميں بھى يہ نہيں ملا كہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے يہود كى مخالفت كرتے ہوئے گيارہ محرم كا روزہ ركھنے كا اشارہ كيا ہو، بلكہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا تو فرمان يہ ہے كہ:
" اگر ميں آئندہ برس زندہ رہا تو ميں نو اور دس تاريخ كا روزہ ركھوں گا " يہوديوں كى مخالفت كرتے ہوئے، اسى طرح نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے صحابہ كرام كى بھى گيارہ تاريخ كا روزہ ركھنے كى راہنمائى نہيں فرمائى.
اس بنا پر كيا يہ بدعت تو نہيں كہلائيگى كہ جو نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے نہيں كيا ہم وہ كر رہے ہيں، اور نہ ہى صحابہ كرام نے ايسا كيا ہے ؟
اور كيا اگر كسى شخص كا نو محرم كا روزہ رہ جائے تو دس محرم كا روزہ كفائت كر جائيگا يا نہيں ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

علماء كرام نے گيارہ محرم كا روزہ ركھنا اس ليے مستحب قرار ديا ہے كہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے اپنے صحابہ كرام كو ايسا كرنے كا حكم ديا تھا.

مسند احمد كى روايت ميں ہے كہ ابن عباس رضى اللہ تعالى عنہما بيان كرتے ہيں كہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" يوم عاشوراء كا روزہ ركھو، اور اس ميں يہوديوں كى مخالفت كرتے ہوئے ايك دن قبل روزہ ركھو يا ايك دن بعد ميں "

مسند احمد حديث نمبر (2155).

اس حديث كو صحيح قرار دينے ميں علماء كرام كا اختلاف پايا جاتا ہے، شيخ احمد شاكر نے اسے حسن قرار ديا ہے، اور مسند احمد كے محققين حضرات اسے ضعيف كہتے ہيں.

اور ابن خزیمہ نے اسے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے دیکھیں: ابن خزیمۃ حدیث نمبر (2095) علامہ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ابن ابی لیلی کے سوء حفظ کی بنا پر اس کی سند ضعیف ہے، اور عطاء وغیرہ نے اس کی مخالفت کی ہے، انہوں نے اسے ابن عباس سے موقوف روایت کیا ہے، اور اس کی سند امام طحاوی اور بیہقی کے ہاں صحیح ہے " انتہی

اس لیے اگر حدیث حسن ہے تو یہ حسن ہے، اور اگر ضعیف ہے تو اس طرح کے مسئلہ میں علماء کرام تساہل سے کام لیتے ہیں، کیونکہ ا سکا ضعف تھوڑا سا ہے، نہ تو یہ موضوع ہے اور نہ ہی مکذوب، اور اس لیے بھی کہ یہ فضائل اعمال میں ہے خاص کر محرم الحرام میں روزے رکھنے کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ترغیب دلائی ہے.

حتی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" رمضان المبارک کے بعد سب سے افضل روزے محرم الحرام کے ہیں "

صحیح مسلم حدیث نمبر (1163).

امام بیہقی نے یہ حدیث سنن الکبری میں مندرجہ بالا الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے، اور ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں:

" اس کے ایک دن قبل اور ایک دن بعد روزہ رکھو " یہاں یا کی بجائے اور کےالفاظ ہیں.

اتحاف المہرہ میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ان الفاظ کے ساتھ رویت کیا ہے کہ:

" اس کے ایک دن قبل اور ایک دن بعد روزہ رکھو "

دیکھیں: اتحاف المھرۃ حدیث نمبر (2225).

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اسے احمد اور بیہقی نے ضعیف سند کے ساتھ روایت کیا ہے، کیونکہ محمد بن ابی لیلی ضعیف ہے، لیکن اس نے اکیلے یہ روایت نہیں کی بلکہ صالح بن ابی صالح بن حي نے اس کی متابعت کی ہے " انتہی

اس طرح یہ روایت نو اور دس اور گیارہ تاریخ کا روزہ رکھنے کے استحباب پر دلالت کرتی ہے.

بعض علماء نے گیارہ تاریخ کے روزے کے استحباب کا ایک اور سبب بیان کیا ہے یہ دس تاریخ کی احتیاط ہے، کیونکہ بعض لوگ محرم کے چاند میں غلطی کر سکتے ہیں، اس لیے یقینی طور پر معلوم نہیں کہ کونسا دن دس تاریخ

کا تھا، اس لیے اگر کوئی مسلمان شخص نو اور دس اور گیارہ تاریخ کا روزہ رکھ لیتا ہے تو اس نے یوم عاشورا کا روزہ رکھ لیا.

ابن ابی شیبہ نے مصنف ابن ابی شیبہ میں طاؤس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ دس محرم سے ایك دن قبل اور ایك دن بعد روزہ رکھا کرتے تھے، کہ کہیں دس محرم کا روزہ رہ نہ جائے.

دیکھیں: مصنف ابن ابی شیبۃ (2 / 313).

اور امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" جو شخص یوم عاشوراء کا روزہ رکھنا چاہتا ہے تو وہ نو اور دس تاریخ کا روزہ رکھے، لیکن اگر مہینوں میں اسے اشکال پیدا ہو جائے تو وہ تین دن کے روزے رکھے، ابن سیرین یہی کہا کرتے تھے " انتہی

دیکھیں: المغنی (4 / 441).

اس سے یہ واضح ہوا کہ تین روزوں کو بدعت کہنا صحیح نہیں ہے.

لیکن اگر کوئی شخص نو محرم کا روزہ نہیں رکھ سکا تو وہ اکیلا دس محرم کا روزہ رکھ لے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور یہ مکروہ نہیں ہوگا، اور اگر وہ اس کے ساتھ گیارہ محرم کا روزہ ملا لے تو یہ افضل ہے.

مرداوی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" صحیح مسلك کے مطابق صرف دس محرم کا روزہ رکھنا مکروہ نہیں، شیخ تقی الدین (ابن تیمیہ) رحمہ اللہ نے اس کی موافقت کی ہے کہ یہ مکروہ نہیں " انتہی مختصرا

دیکھیں: الانصاف (3 / 346).

واللہ اعلم .